اشاعت نمبر ۳

عملی زندگی کی کامرانی اور دُنیوی واُخروی ارتقا کی ضامن

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

کی

چند ناصحانہ باتیں

مؤلف
عطاء الرحمٰن نوری
M.A., B.Ed., MH-SET, Journalist
(مبلغ سنی دعوت اسلامی)

ناشر: مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰه ﷺ

عملی زندگی کی کامرانی اور دُنیوی و اُخروی ارتقا کی ضامن

حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی چند ناصحانہ باتیں

مؤلف

عطاء الرحمن نوری (مبلغ سنّی دعوت اسلامی)

M.A.,B.Ed.,MH-SET,Journalist

رابطہ:

atanoori92@gmail.com

9270969026

ناشر:

مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

نام کتاب : حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی چند ناصحانہ باتیں

مؤلف : عطاء الرحمن نوری (مبلغ سنّی دعوت اسلامی)

کمپوزنگ : عطاء الرحمن نوری (مبلغ سنّی دعوت اسلامی)

ٹائٹل : عابد حسین عابد کمپیوٹر

صفحات : ۲۴

قیمت : دس روپے

سن اشاعت : ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ / ۴ مئی ۲۰۱۶ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (۱۰۰۰)

اشاعت نمبر : تین

بموقع : جشن شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناشر : مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

تقریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصّلوٰۃ والسلام علیك یارسول اللہ ﷺ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

یک ساعت صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: اللہ کے ولی کی ایک لمحے کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بزرگوں کے ملفوظات مُردہ دلوں میں زندگی پیدا کردیتے ہیں۔ مذکورہ دونوں بزرگوں کے فرامین کو سامنے رکھتے ہوئے زیر نظر کتابچے کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کام بظاہر بہت چھوٹا لیکن حقیقت میں بہت بڑا ہے کیوں کہ ہم نے سلطان الاولیا سیدی مُرشدی سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ان کی صحبت پائی مگر یہ حضور سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کی برکتیں ہیں کہ جب ہم ان کے فرمودات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہم حضور سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی محفل میں موجود ہیں اور تصورات کی دنیا میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان کے لبوں سے پھول جھڑ

رہے ہیں اور ہمارے دلوں میں اُتر رہے ہیں اور ہمارے قلوب جلا پا رہے ہیں۔ یہ ہمارے بزرگوں کی بہت بڑی کرامت ہے کہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی ان کے ملفوظات حسنہ آج بھی ویسے ہی با اَثر ہیں جیسے ان کے ظاہری دور میں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ان کا اخلاص ہے۔ وہ پہلے عمل کرتے پھر لوگوں کو دعوت دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اقوال زرّیں لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب بپا کردیتے ہیں۔ فقیر قادری صمیم قلب سے مشکور ہے مشہور اُبھرتے ہوئے صحافی برادر گرامی جناب عطاء الرحمن نوری (مبلغ سنّی دعوت اسلامی) کا، انہوں نے میرے آقا و مولیٰ سیدی مرشدی حضور سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کے ملفوظات مختصر ہی سہی مگر جمع کیا اور ہمیں گویا تصورات کی دنیا میں اتنے بڑے ولی کے روبرو کر دیا۔ اللہ پاک دونوں جہان میں بہتر جزا عطا فرمائے اور مزید زورِ قلم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علی افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

فقط:

(آل رسول حضرت مولانا الحاج)

سید محمد امین القادری الرضوی الرفاعی صاحب

(نگراں سنّی دعوت اسلامی، مالیگاؤں)

١٧؍رجب المرجب ١٤٣٧ھ بمطابق ٢٥؍اپریل ٢٠١٦ء

حرفِ چند

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امّا بعد!

شاہِ مَن سُلطانِ عالم سیداحمدکبیر — پرتوِ مہرت بذرّہ میکُند بدرِمنیر
لُطف فرمابَر پریشانی حالم اے شہا — خاطرِمَن جمع کُن یاغوثِ اعظم دستگیر

جہانِ رُشدوہدایت اور ہادیٔ طریقت ومعرفت میں جدّامجد حضرت سلطان الاولیاء والعارفین سیداحمدکبیررفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔آپ کی ذات والاصفات کواللہ رب العزت نے وہ مقامِ رفیع عطافرمایاتھاجہاں تک ہرکسی کی رسائی نہیں ہوتی۔بارگاہِ خداوندی سے عظمت ورفعت کی ایسی خلعت عطاہوئی تھی کہ جن پر ہرصاحبِ نعمت رشک کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ رُشد و کرامات ،اعلیٰ اخلاقی صفات اور وِلایت عظمیٰ کی سرفرازیاں آپ کواپنے اَقران ہی نہیں بلکہ بہت سارے سالکانِ طریقت میں امتیازی شان عطاکرتی ہے۔آپ کی اُنہیں عظمتوں کااعتراف بڑے بڑے اصحابِ لوح وقلم اور کاتبینِ سیرت وتاریخ نے کیاہے،چنانچہ علامہ ذہبی ،علامہ ابن اثیر،علامہ شعرانی،علامہ ابن خلکان، علامہ تاج الدین سبکی،علامہ بدرالدین عینی،علامہ نبہانی،علامہ شاذلی اورعلامہ سیوطی وغیرہ نے زرّین حرفوں سے آپ کی عظمت ورِفعت کاذکرِجمیل کیاہے۔

آپ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ اقطاب اربعہ میں سے ایک ہیں اور اقطاب اربعہ میں بھی دوعظیم قطب سیدی ابراہیم دسوقی علیہ الرحمہ اورشیخ سیداحمد بدوی علیہ الرحمہ آپ کے سلسلے سے فیض یافتہ ہیں۔یہ وہ عظیم نعمت ہے جس پرسلسلۂ رفاعیہ جتنابھی نازکرے کم ہے۔علاوہ ازیں بڑے بڑے سلاطین علم ومعرفت آپ کے سلسلۂ زرّیں سے وابستہ ہیں جن میں علامہ سیوطی ،امام عبدالوہاب شعرانی ،علامہ جزری وغیرہ کے اسماء سرفہرست ہیں۔ذٰلك فضل اللہ یعطی من یشاء۔

آپ کے سلسلۂ مبارکہ میں بڑے بڑے اصحابِ رُشدوہدایت بھی پیداہوئے ہیں

جن میں علامہ سیدعزالدین احمدرفاعی علیہ الرحمہ،علامہ سیدناالمہدی محمدآل خزام صیادی رفاعی علیہ الرحمہ، علامہ سیدمحمد بہاء الدین مہدی روّاس رفاعی علیہ الرحمہ،علامہ سیدابولہدیٰ آفندی صیادی رفاعی علیہ الرحمہ وغیرہ نہایت معروف ہیں۔

حضرت سیداحمدکبیررفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت کتاب وسنّت کی پیروی ہے۔آپ کی پوری زندگی فقروفقیری ،درویشی،عجزوانکساری،رضائے الٰہی اور سنّت نبوی ﷺ پرعمل پیرارہی اورآپ کے ہرقول وفعل اوراقوالِ زرّیں میں عوام النّاس کوعمل کرنے کی تاکیدفرمائی گئی ہے۔آپ کی دعائیں عوام النّاس کے لیے خیروبرکت کاذریعہ ہوتی۔آپ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اکثریہ دعامانگا کرتے تھے کہ’’اے اللہ!تیرامجھ پر بے انتہا کرم ہے،مجھ عاجزاورناچیز پریہ تیرااحسان ہےمگرمیں یہ چاہتاہوں کہ مجھےگمنامی عطاکرکہ مجھےکوئی نہ جانے۔‘‘اللہ اکبر!آپ کی اس دعامیں درویشی،فقروفقیری اور عجز وانکساری کا کتنا بڑا ثبوت موجودہےاوریہی وہ طرۂ افتخارہےجس کی بناپرآپ کویہ عظیم مقام حاصل ہوا۔

زیرنظررسالہ’’سیداحمدکبیررفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی چندناصحانہ باتیں‘‘حضرت کے اقوال وارشادات کامرقع ہے جوآپ کی مختلف کتابوں اورتقریروں سے اخذکیاگیاہے۔اس میں آپ کے ان مواعظ و نصائح کویکجاکیاگیاہےجن کابراہِ راست تعلق ہمارے سماج اور معاشرے سے ہے۔یقینافاضلِ مؤلف عطاء الرحمن نوری صاحب(مبلغ سنّی دعوت اسلامی مالیگاؤں)اس کارِعظیم کے لیے پورے سلسلۂ رفاعیہ کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کتاب مذکورمیں سماج کے بہت سارے افرادکے لیے مشعلِ راہ کلمات موجودہیں،بالخصوص علمائے کرام،صوفیائے عظام اور مسلم عوام سے متعلق ناصحانہ کلمات رسالے کی زینت کودوبالاکرتے ہیں۔ربِ قدیرمؤلف محترم حضرت عطاء الرحمن نوری صاحب قبلہ کوجزائے خیر عطافرمائے اورانھیں سلسلۂ رفاعیہ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔آمین

از:سیّدحسام الدین بن سید جمال الدین رفاعی
(خانقاہِ رفاعیہ بڑودہ گجرات)
۱۵؍رجب المرجب ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۱۶ء
9978344822

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ہر زمانے میں خالق کائنات نے کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا فرمائے جنھوں نے مردہ قوموں کو جلا بخشی اور برسہا برس کے خوابیدہ لوگوں کو غفلت سے بیدار کر کے انھیں منزل مقصود کا صحیح پتہ دیا، جنہوں نے دین اسلام کی نصرت وحمایت کو اپنا جزوِ زندگی بنایا اور ہمیشہ دشمنان اسلام کے مقابل صف آرا رہے۔ یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق وباطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے پیدا فرمایا۔ جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیا، حق گوئی وراست بازی جن کا شعار تھا، دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے باز نہ رکھ سکی، بڑی سے بڑی جابر وظالم حکومتیں بھی ان حضرات کے پائے استقامت کو ذرہ برابر بھی جنبش نہ دے سکیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار اللہ تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے جس طرح اپنی حیات ظاہری میں بھٹکے ہوئے انسانوں کی رہنمائی فرماتے اور نامرادوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں اسی طرح اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور شکستہ دلوں کی دل بستگی کا سامان مہیا کرتے ہیں اسی لئے بعد وفات بھی ان کی بارگاہوں میں دنیا بھر کے دیار وامصار سے لوگ نیاز مندانہ حاضری دیتے ہیں اور گوہر مراد سے اپنی اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔ اس مقدس گروہ کے وہ حضرات جو آسمانِ ہدایت کے آفتاب وماہتاب بن کر چمکے اور جن کی روشنی سے پوری دنیا کے لوگ مستفید ومستفیض ہوئے، ان میں سے ایک ذات گرامی رفاعیہ سلسلہ کے بانی سیدالاولیا محی الدین ابوالعباس حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔

ولادت باسعادت:

آپ کا مبارک نام ''سید احمد کبیر'' ہے، ''ابوالعباس'' کنیت ہے اور ''محی الدین'' لقب ہے۔ آپ کے اجداد میں ایک صاحب کا نام ''رفاعہ'' تھا، ان کی طرف نسبت کے سبب ''رفاعی'' مشہور ہیں اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تقلید کے سبب شافعی کہے جاتے ہیں

آپ کی ولادت کے حوالے سے دو اقوال ملتے ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی ولادت باسعادت بروز پنجشنبہ (جمعرات) یکم رجب المرجب 512ھ بمطابق 1118ء ملک عراق کے مشہور شہر واسط، اُم عبیدہ کے قریب مقامِ حسن میں پیدا ہوئے، اس علاقے کو 83ھ میں حجاج ثقفی نے آباد کیا تھا جو بصرہ علاقے میں ہے۔ آپ نسباً حسنی حسینی موسوی کاظمی رفاعی سید ہیں۔ (عظمت رفاعی، ص35)

قول دوم یہ ہے کہ آپ 15/رجب المرجب 512ھ کو مقام ''حسن'' میں پیدا ہوئے جو عراق میں اُم عبیدہ کے قریب شہر واسط کے علاقہ میں ہے۔ آپ کے زمانۂ ولادت میں خلفائے عباسیہ میں سے خلیفۃ المسلمین مسترشد باللہ سریر آرائے خلافت تھے۔

(سیدالاولیا، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص8)

خدمت خلق:

آپ انتہائی اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ امیر وغریب، ادنیٰ واعلیٰ، ذات پات اور چھوٹوں بڑوں سب سے آپ یکساں سلوک کرتے تھے۔ اکثر آپ مجذوبوں، اپاہجوں، نابیناؤں اور کوڑھیوں کے پاس جاتے، انھیں نہلاتے، ان کے کپڑے دھوتے، سر اور داڑھیوں میں کنگھی کرتے، ان کے لیے کھانا لے جاتے اور خود ساتھ تناول فرماتے، ان سے دعاؤں کی گزارش کرتے اور فرماتے ایسے لوگوں کی زیارت مستحب بلکہ واجب ہے۔

(معدن الاسرار، ص95)

اُم عبیدہ کے دور دراز دیہاتوں میں کوئی علیل ہوتا تو اس کی تیمارداری کے لیے آپ ضرور تشریف لے جاتے، بوقت ضرورت کچھ دن ان کے پاس قیام کرتے، واپسی میں جنگل سے لکڑیاں اُٹھالاتے اور بیواؤں، یتیموں، مسکینوں، اپاہجوں، نابیناؤں اور کبھی مشائخ وعلما کے گھروں میں تقسیم کرتے۔ آپ کو ایسا کرتے دیکھ کر آپ کی اتباع میں کثیر افراد نے اس فعل پر عمل شروع کر دیا تھا۔ آپ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ آپ سڑک پر نابیناؤں کا انتظار فرماتے تاکہ وہ اپنی منزل تک بخیر وعافیت پہنچ جائیں۔ آپ جب کسی ضعیف کو دیکھتے تو اس کے محلہ میں تشریف لے

جاتے اور اہل محلہ سے اس کی سفارش کرتے اور فرماتے کہ شاہکار دست قدرت مصطفی جان رحمت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سفید بالوں والے یعنی بوڑھے آدمی کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے شخص کو پیدا کردے گا جو اس کی ضعیفی میں اس کی تعظیم کرے گا۔ (معدن الاسرار، ص96)

تربیت کا انداز:

ایک دن آپ وضو کے لیے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے، جو دریا کے کنارے تھا، آپ نے دیکھا کہ ایک کشتی جارہی ہے جس میں کوتوال اور دیوان کے ملازم سوار تھے، ان کے ہمراہ بیگاریوں کی ایک جماعت تھی۔ سپاہی نے آپ کو دیکھ کر ساتھ چلنے کو کہا، آپ ساتھ ہوگئے، سپاہی نے آپ کو بھی بیگار میں داخل کردیا، گاؤں پہنچنے پر کام کرتے ہوئے ایک فقیر نے آپ کو دیکھ لیا، فقیر کے کہنے پر بہت سے فقرا وہاں جمع ہوگئے اور شور و غل مچانے لگے۔ جب کشتی والوں کو معلوم ہوا کہ آپ سید احمد کبیر رفاعی ہیں تو اپنے کیے پر بہت نادم ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”صاحبو! جو کچھ ہوا، اچھا ہوا، تمھاری حاجت پوری ہوئی اور ہمیں نیکی ملی اور نقصان بھی نہیں ہوا، تم بیکار ضعیفوں یا کاروباری لوگوں کو پکڑتے ہو، ان کے کاموں سے ان بے چاروں کو روک کر گنہگار بنتے ہو۔ اگر آئندہ تمہیں ضرورت ہو تو مجھے خبر کرنا، میں تمہارا کام کردوں گا۔“ (معدن الاسرار، ص96)

اثر و رسوخ اور شان و شوکت کے مالک ہونے کے باوجود آپ نے جس طرح سے ان کی تربیت فرمائی اس اندازِ کریمانہ سے متاثر ہوکر اس فعل سے نہ صرف سپاہیوں نے توبہ کی بلکہ ان کا سردار بھی اس عمل سے تائب ہوا۔

آپ نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی تربیت و اصلاح فرمائی۔ اپنے خطبات و ارشادات اور مواعظ حسنہ کے ذریعے آپ نے ہر طرح کے لوگوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیا اور دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ اس سلسلے میں ہم آپ کے مواعظ و ارشادات و نصائح سے اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیں علم ہو کہ کیسے البیلے اور سادہ سادہ انداز میں حضرت رفاعی نے اصلاح و تربیت کا مبارک فریضہ انجام دیا۔

سعادت کی کنجی:

حضرت رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ دائمی سعادت کی کنجی رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ تمام افعال میں جو آپ نے کیے ہیں اور جن سے آپ رُکے ہیں، اسی طرح آپ کی وضع کا کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے بولنے میں بھی اتباع کیا جائے، تاکہ تم کو اتباع کامل نصیب ہوجائے۔ ہم کو ایک بزرگ کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے (عمر بھر) خربوزہ نہیں کھایا کیوں کہ ان کو کسی حدیث سے یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خربوزہ کس طرح کھایا ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ نے موزہ بھولے سے بائیں پیر میں پہلے پہننا شروع کردیا تو اس (خلاف سنت عمل) کے کفارہ میں کسی قدر گیہوں خیرات کیا۔“ (البنیان المشید، ص153)

اس اقتباس میں حضرت رفاعی علیہ الرحمہ نے اتباع سنت کی تعلیم بڑے عمدہ انداز میں دی ہے۔ جس میں اپنی زندگی کے ہر عمل کو رسول کائنات ﷺ کے طریقے پر ڈھالنے کا درس ہے۔

ناصح میں عمل کو مت دیکھو:

ہمیں ہر حال میں اپنے دامن کو برائی سے روکنا چاہیے اور قوم کو برائی سے رُکنے کی دعوت دینا چاہیے، نیکی کا حکم دیتے رہنا چاہیے اور برائی سے روکتے رہنا چاہیے اس لئے کہ جب نیکی کا حکم دیتے رہیں گے تو ایک نہ ایک دن ضرور نیکی کا خیال بھی پیدا ہوگا اور برائی سے روکتے رہیں گے تو دل ضرور برائی سے رُکنے کو کہے گا۔ اس ضمن میں حضرت رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”بزرگو! میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ جن باتوں کا میں تم کو حکم کرتا ہوں، یا ترغیب دیتا ہوں، پہلے ان سے خود آراستہ ہوچکا ہوں لیکن تمہاری بھلائی اس میں ہے کہ تم کسی واعظ یا ناصح سے اس شرط کا مطالبہ نہ کرو اور اس بات سے شیطان کو اپنے اوپر کامیاب نہ کرو کہ ہم تو اس وقت تک امر بالمعروف نہ کریں گے جب تک خود پوری طرح عمل نہ کرلیں اور بُری باتوں سے اُس وقت تک دوسروں کو منع نہ کریں گے جب تک خود سب برائیوں سے نہ بچ جائیں، اس کا انجام یہ ہوگا کہ احتساب کا دروازہ بند ہوجائے گا

کیوں کہ گناہوں سے معصوم کون ہے؟ تم اچھی باتوں کا حکم کرو اگر چہ تم نے سب پر عمل نہ کیا ہو، بری باتوں سے روکو، اگر چہ تم سب برائیوں سے نہ بچے ہو، ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے"۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 152)

علما کو نصیحت:

ہمیں چاہئے کہ حق باتوں کا لوگوں کو حکم دیں اور اس کے مطابق خود بھی عمل کریں، عوام کو نصیحت کرنے سے پہلے خود کو نصیحت کریں، عوام کی آخرت کا فائدہ سوچنے کے ساتھ اپنے انجام پر بھی غور کرنا چاہیے۔ عام طور پر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے وقت خود کو بھول جاتے ہیں۔ اس بدعملی کے سدّ باب کے لیے حضرت رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اے عالمو! تم ایسا مت کرو کہ علم کی حلاوت (مٹھاس) لے لو اور عمل کی تلخی و مشقت کو چھوڑ بیٹھو۔ اس لیے کہ یہ حلاوت بغیر اس تلخی کے فائدہ مند نہیں اور اس تلخی کا ثمرہ ہمیشہ ہمیشہ کی حلاوت ہے۔ (یعنی جنت کی راحت جو کبھی ختم ہونے والی نہیں)۔ انا لا نضیع اجر ...... الخ

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہو۔ (سورہ کہف، پارہ 15، آیت 30) نص قرآنی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا ثواب ضائع نہیں کرتا جن کے کام اچھے ہوں اور اچھی طرح عمل کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیا جائے۔ یہ آیت تم کو بتلاتی ہے کہ اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا (جب کہ ان میں اخلاص ہو) اور اخلاص یہ ہے کہ عمل خالص اللہ کے لیے ہو، نہ دنیا کے لیے ہو نہ آخرت کے لیے، ہو اور اس کے ساتھ ہر حالت میں اور ہر عمل میں اور ہر بات میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کے ساتھ حسن ظن بھی ہو۔ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے"۔

(البرہان المؤید، ص 73، بحوالہ: سید الاولیاء، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص 43)

علم پر عمل کرو:

وہ شخص بہت کم عقل ہے جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں لوگوں کو دعوت دین دیتا پھرے لیکن خود اپنی اصلاح کی جانب توجہ نہ دے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ترجمہ: "اور لوگوں کو بھلائی کا

حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔" (پ ۱/ رکوع ۵، کنز الایمان) چنانچہ حضرت رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"عزیز من! جب تم کوئی علم حاصل کرو یا اچھی حکایت سنو تو اس پر عمل کرو اور ان لوگوں میں داخل نہ ہو جو جانتے ہیں اور عمل نہیں کرتے ہیں۔ عزیز من! عالم کی نجات اسی میں ہے کہ اپنے علم پر عمل کرے، عمل نہ کرنا اس کی تباہی ہے۔ اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن اس عالم پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں حاصل کیا۔ لہٰذا اپنے وقت کو کھیل کود، گانے بجانے اور ہنسانے والوں کی باتیں سننے میں برباد نہ کرو"۔

(البرہان المؤید، ص 107، بحوالہ: سید الاولیا، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص 55)

ایک جگہ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"تیرا سارا حصہ زبان ہی (میں) نہ ہونا چاہیے کہ علم حاصل کر کے صرف باتیں بنانا، وعظ و تقریر کرنا ہی سیکھ لے اور دل میں علم کا اثر نہ ہو۔ اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (پس علم حاصل کر کے اللہ کے خوف سے دل کو رنگنا چاہیے)۔ تیری انتہا ایسی نہ ہونا چاہیے کہ اپنی حالت سے خود اپنے آپ ہی کو جھٹلائے (کہ زبان سے تو علم کی باتیں بیان کرے اور حالت و عمل سے یہ ظاہر ہو کہ تیرے دل میں خوف خدا اصلاً نہیں، یہ علم کی شان نہیں بلکہ جہالت کی علامت ہے)"۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 175)

سامعین کو نصیحت:

"جب تم کسی واعظ یا قصہ گو یا مدرس کو (وعظ کہتے ہوئے یا درس دیتے ہوئے) دیکھو تو اس سے اللہ کی باتیں لے لو، رسول اللہ ﷺ کی باتیں لے لو، اور ان ائمہ کی باتیں لے لو جو عدل و انصاف سے فیصلہ کرتے اور حق بات کہا کرتے تھے، اس کے علاوہ جو کچھ ہو اس کو پھینک دو اور اگر وہ ایسی نئی بات نکالے جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں بتلائی تو اس کو اس کے منہ پر مار دو، ڈرتے رہو، بچتے رہو اس عظیم الشان نبی کی مخالفت سے۔ صلوات اللہ وسلام علیہ۔" (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 58)

صوفیا کو نصیحت:

دورِ رفاعی میں مسلمان عمل کے میدان سے دور ہو کر بحث ومباحثے میں الجھتے جا رہے تھے، بحث کر رہے تھے قضاوقدر کے مسئلے پر، مناظرے ہو رہے تھے سفید رنگ زیادہ محبوب ہے یا سبز، عملی زندگی سے کوسوں دور سلف صالحین کے اقوال وارشادات کو موضوع بحث بنایا جارہا تھا، گویا کہ ؎

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام

ایسے پس منظر میں حضور شیخ احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ علم وعمل کے پیغام دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''بزرگو! تم یہ کہتے ہو کہ حارث نے یہ کہا، بایزید بسطامی نے یہ کہا اور ابن منصور حلاّج نے یہ کہا، یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ ان باتوں سے پہلے یہ کہو کہ امام شافعی نے یوں فرمایا، امام مالک نے یوں فرمایا، امام احمد نے یوں فرمایا اور امام ابوحنیفہ نے یہ فرمایا۔ حارث اور بایزید بسطامی کا قول نہ تم کو گھٹا سکتا ہے، نہ بڑھا سکتا ہے کیونکہ وہ محض اسرار واحوال اور مواجید وکیفیات ہیں، جو ہر شخص کو جدا جدا پیش آتی ہیں۔ ان کے حاصل کرنے میں کسی کے ارادہ و اختیار کو دخل نہیں اور امام شافعی وامام مالک (وغیرہ ائمہ شریعت) کے اقوال کامیاب طریقے اور نزدیک راستے ہیں۔ پہلے علم وعمل سے شریعت کے ستونوں کو مضبوط کرلو، اس کے بعد علم وعمل کی باریکیوں اور اسرار معلوم کرنے کے لیے بلند ہمت کرنا۔ علم کی ایک مجلس ستّر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مراد وہ نفل عبادات ہیں جو فرائض سے زیادہ ہوں اور بغیر علم کی ادا کی جائیں۔''

(البرہان المؤید، 74ص، بحوالہ: سید الاولیا، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص44)

مریدین کو نصیحت:

اپنے مریدین، متوسلین اور قریبی احباب کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''میرے دوستو! مجھے کل کو اللہ سبحانہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا (کہ تم نیک اعمال میں پیچھے رہ جاؤ) اور دوسرے اچھے اعمال والے تم سے سبقت لے جائیں۔ درویش کی زندگی کی ہر سانس کبریت احمر (سرخ گندھک جو بہت کم دستیاب ہوتی ہے) سے زیادہ قیمتی ہے۔ وقت کو برباد کرنے سے بچو، وقت ایک تلوار ہے اگر درویش اس کو ضائع کرتا ہے تو وہ اس کو کاٹ ڈالتا ہے۔ (یعنی قرب الٰہی کے درجے سے دور کر دیتا ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو رحمن کی یاد سے اندھا ہو جائے اس پر ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے''۔

(البنیان المشید البرہان المؤید، ص59)

طریقت میراث نہیں:

''میرے پیارے تیرا یہ گمان ہے کہ یہ طریقت تیرے باپ کی میراث ہے، تیرے دادا سے سلسلہ بسلسلہ چلی آرہی ہے، تیرے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے آجائے گی، تیرے شجرۂ نسب میں داخل ہو جائے گی، تیرے خرقہ کے گریبان پر، تیرے کلاہ پر منقش ہو جائے گی، تو نے اس سرمایہ کو (طریقت) سمجھ لیا ہے کہ اونی لباس ہو، ایک کلاہ ہو، ایک لاٹھی ہو، ایک گدڑی اور بڑا سا عمامہ ہو، بزرگوں کی سی شان وصورت ہو، نہیں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تیرے دل کو دیکھتا ہے، تیرے دل میں خدا کے اسرار اور اس کے قرب کی برکت کیوں کر ڈالی جائے کہ وہ تو کلاہ اور خرقہ اور تسبیح اور عصا اور ٹاٹ (پالان) کے حجابوں میں (گرفتار ہو کر) اللہ تعالیٰ سے غافل ہو رہا ہے، یہ عقل کس کام کی جو نور معرفت سے کوری ہے؟ یہ سَر کس کام کا جو جوہرِ عقل سے خالی ہے؟ اے مسکین! تو نے اس جماعت جیسے کام تو کئے نہیں اور ان کا لباس پہن لیا؟

عزیز من! اگر تو اپنے دل کو مار کر خوف کا لباس پہنتا اور ظاہر کو لباس ادب سے آراستہ کرتا اور نفس کو ذلت کا لباس پہناتا اور انانیت کو مٹنے کو لباس پہناتا اور زبان کو ذکر کے لباس سے آراستہ کرتا اور ان سب حجابوں سے (جن میں پھنسا ہوا ہے) چھوٹ جاتا، اس کے بعد یہ لباس پہنتا تو تیرے لیے اچھا ہوتا، بہت بہتر ہوتا، مگر تجھ سے یہ بات کیوں کر کہی جائے (یہ

تیری سمجھ میں نہیں آئے گی) تونے تو یہ سمجھ لیا کہ میرا کلاہ اس جماعت جیسا کلاہ ہے، میرا لباس ان کے لباس جیسا ہے، سب کی صورتیں ملی ہوئی ہیں (مجھ میں اور ان میں کیا فرق ہے) حالانکہ دل مختلف ہیں (اور سب سے زیادہ ضرورت دل ہی کے ملنے کی ہے) اگر تجھ کو اپنی حقیقت معلوم ہوتی تو ماں، باپ، دادا، چچا اور کرتا اور کلاہ اور تخت وزینہ سب سے الگ ہوجاتا اور خدا کی قسم! خدا (کوڈھونڈنے) کے لیے ہمارے پاس آتا۔ پھر اچھی طرح ادب حاصل کر کے یہ لباس پہنتا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ حسنِ ادب حاصل ہوجانے کے بعد تو اپنے نفس کو اس لباس اور تمام فضولیات سے جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں خود ہی الگ کرلے گا، اے مسکین! تو (اس وقت) اپنے وہم پر چل رہا ہے، اپنے خیال پر راستہ طے کررہا ہے، اپنے جھوٹ اور عجب وغرور کے ساتھ چل رہا ہے، انانیت (اور تکبر) کی ناپاکی لادے ہوئے ہے اور سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں، بھلا یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ (تکبر کے ساتھ یہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہوسکتا)، تواضع کا علم سیکھ، حیرت کا سبق پڑھ، مسکنت اور انکسار کا علم حاصل کر۔'' (البنیان المشید البرہان المؤید، ص79)

غفلت اور گناہوں سے بچو:

آج اسلامی تعلیمات کو چند چیزوں کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے، حقوق العباد سے صرفِ نظر کرتے ہوئے پورا تبلیغی زور نماز اور روزے پر لگایا جارہا ہے، جب کہ اسلام زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنما اصول فراہم کرتا ہے، اسلام میں سر جھکانا بھی عبادت ہے اور حلال رزق کا حصول بھی۔ شیخ احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کامل اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرے عزیز! میں یہ نہیں کہتا کہ تم تجارت اور صنعت وحرفت وغیرہ جملہ اسباب سے الگ ہوجاؤ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کاموں میں غفلت اور ارتکاب حرام سے بچتے رہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم بیویوں کو چھوڑ دو اور اچھے کپڑے نہ پہنو بلکہ میں کہتا ہوں کہ خبردار! بیوی بچوں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ خدا کو بھول جاؤ اور قیمتی کپڑے پہن کر غریبوں کے سامنے نہ اتراؤ۔ اور میں کہتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ اس طرح زینت وآرائش کا اظہار نہ کرو کہ

غریبوں کا دل ٹوٹ جائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسی زینت سے تمہارے دلوں میں تکبر اور غفلت پیوستہ ہوجائے گی۔ البتہ میں کہتا ہوں کہ اپنا لباس صاف ستھرا رکھو مگر میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے دلوں کو بھی پاک وصاف رکھو، اس لیے کہ یہ کپڑوں کی صفائی سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کپڑوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے''۔

(البرہان المؤید، ص81، بحوالہ: سید الاولیا، از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی، ص46)

اخلاق رذیلہ سے بچنے کی تاکید:

مال ودولت، جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا ہونا بڑی بات نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کا مالک ہونا بڑی بات ہے۔ بلند اخلاق انسان ہر محاذ پر سرخ رو ہوتا ہے، زمانہ اس کی قدر کرتا ہے، اور تاریخ کے سنہری پنّوں میں اس کا نام ہمیشہ کے لیے درج ہوجاتا ہے، اس کے برعکس اخلاق رذیلہ کا حامل انسان ہر جگہ ذلیل وخوار ہوتا ہے، سماج میں اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے گھر والوں کی نظر میں بھی اہمیت کا حق دار نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ معلم اخلاق ہیں، اس لیے اُمت محمدیہ میں اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا ہونا اسلامی تقاضا ہے۔ لہٰذا حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کو بری خصلتوں کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں کہ:

''میں تم کو چند باتوں سے ڈراتا ہوں، خبردار! ان میں سے کسی کو اپنے اندر جگہ نہ دینا کیوں کہ یہ زہر قاتل ہیں۔ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی اور ان عادتوں سے دور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں جن میں سے ایک حسد ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ انسان دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے۔ دوسرے کبر ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے کو دوسروں سے اچھا سمجھے۔ تیسرے جھوٹ ہے جس کی حقیقت خلاف واقعہ گھڑنا اور ایسی فضول بیہودہ بات کہنا ہے جس میں کسی قسم کا فائدہ نہ ہو۔ چوتھے غیبت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کا ایسا عیب پیٹھ پیچھے بیان کیا جائے جو بشریت کی بنا پر اس میں ہے۔ پانچویں حرص ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا سے جی نہ بھرے۔ چھٹے غضب ہے جس کی حقیقت بدلہ لینے کے

ارادہ سے خون کا جوش میں آنا ہے۔ساتویں ریاء ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اس بات
سے خوشی حاصل کرنا چاہے کہ دوسرے اس کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔اور آٹھویں ظلم ہے کہ
آدمی اپنے نفس کی پیروی کرے اور اس کی ہر خواہش جو دل میں آئے کر گزرے چاہے اپنے
کو یا کسی کو تکلیف پہنچے‘‘۔

(البرہان المؤید،ص83،بحوالہ: سید الاولیاء،از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی،ص47)

خود سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کا اخلاق کس قدر بلند تھا اس روایت سے اندازہ لگائیں:

’’ایک مرتبہ ایک بلی آپ کے دامن پر سوگئی،نماز کا وقت ہو گیا،آپ نے ایک بلی کی
نیند کی خاطر اپنا باقی کا دامن کتر لیا اور بلی کو اسی طرح سونے دیا،نماز سے فراغت کے بعد
جب بلی کپڑے سے اٹھ کر چلی گئی تو آپ نے اس کپڑے کو دامن سے دوبارہ سی لیا۔

(معدن الاسرار،ص104)

ایک مرتبہ آپ کو خارشی کتا ملا،جس کو اُم عبیدہ والے دور چھوڑ آئے تھے،آپ اس
کتے کے لیے بیابان میں گئے،اس کے لئے سائبان بنایا،اس کو تیل لگایا،اس کے کھانے کا
انتظام کیا،اس کی خارش کو کپڑے سے صاف کرتے رہے اور جب وہ بالکل اچھا ہو گیا تو اس
کو گرم پانی سے غسل دیا۔ (معدن الاسرار،ص104)

ہمیں چاہیے کہ اسلاف کرام کی حیات مبارکہ سے درس حاصل کرتے ہوئے اپنی
زندگی کو سنوارنے ونکھارنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

عام مسلمانوں کو نصیحت:

’’عزیز من! شریعت کی پابندی اختیار کرو۔ظاہری احکام میں بھی اور باطنی احکام
میں بھی۔اپنے دل کو اللہ کی یاد بھلا دینے سے بچاؤ۔درویشوں اور غریبوں کی خدمت کو لازم
پکڑو اور نیک کاموں میں ہمیشہ جلدی کرو،سستی اور کاہلی کو راہ نہ دو۔اللہ تعالیٰ کی مرضی پر جمے
رہو،خدائے تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑے رہو،اپنے نفس کو رات میں عبادت کا عادی بناؤ،
اعمال میں ریاکاری سے اپنے آپ کو بچاؤ،تنہائی اور مجلسوں میں بھی اپنے گناہوں پر روؤں۔

صاحبزادے! دنیا والوں کو اپنی دنیا کی فکر ہے اور آخرت والوں کو آخرت کی۔خبردار جھوٹے
وعدے نہ کرنا اور توحید کے دریاؤں میں غوطہ لگانے کا قصد نہ کرنا۔‘‘ (البرہان المؤید،ص
103،بحوالہ: سید الاولیاء،از: فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی،ص54)

وقت اور قلب کی حفاظت:

وقت کی قدر و قیمت کا موازنہ دنیا کی کسی بھی دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا،جو لوگ وقت
کی قدر نہیں کرتے ناکامیاں اور مایوسیاں ان کا مقدر بن جاتی ہیں۔قوموں کی ترقی کا راز بھی
یہی ہے کہ جو قومیں وقت کی رفتار کا ساتھ دیتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے رہنے کی اہلیت
حاصل کر چکی ہیں ان پر کامیابیوں اور ترقیوں کے نت نئے دَور آتے ہی چلے جاتے
ہیں۔ترقی یافتہ کہلانے والی ان قوموں کا ہر فرد خوش حال دنیا کی ہر آسائش اور سہولت کا حامل
اور مالا مال ہوتا ہے جبکہ وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہ کرتے ہوئے اسے برباد کرنے والی
قومیں خود برباد ہو جاتی ہیں ان کا تقریباً ہر فرد بدحال دنیا کی ہر تکلیف و پریشانی میں مبتلا اور
کنگال دکھائی دیتا ہے۔حکایت مشہور ہے کہ کسی دانشور نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ! اس
کارخانۂ قدرت میں مہنگی ترین چیز کیا ہے؟ کسی نے سونے کو مہنگی ترین چیز قرار دیا تو کسی نے
ہیرے کو،کسی نے اولاد کو تو کسی نے وطن کو،الغرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں لیکن دانشور کسی کے
جواب سے مطمئن نہیں ہوا،بالآخر خود ہی جواب دیا کہ دنیا میں قیمتی ترین شئے ’’وقت‘‘ ہے۔

وقت کی اہمیت وافادیت کو پیش کرتے ہوئے سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ اپنے
ملفوظات میں فرماتے ہیں:

’’اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو کیوں کہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو
چیزیں ہیں،وقت اور قلب۔اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا اور دل (کی جمعیت) کو برباد
کیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے،اور (وقت اور قلب کا برباد کرنا یہ ہے کہ انسان گناہ اور غفلت
میں مبتلا ہو جائے،اللہ کی یاد اور اطاعت وعبادت سے کسی وقت خالی ہو جائے) خوب سمجھ لو
کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کر دیتے ہیں،اس کو بیمار اور خراب کر دیتے ہیں۔تورات میں

لکھا ہے کہ ہر مومن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ وفریاد کرتا رہتا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گاتا بجاتا رہتا ہے، عارف کے دل میں ایک جگہ ہے جو کسی وقت اس کو خوش نہیں ہونے دیتی اور منافق کے دل میں ایک جگہ ہے جو اس کو کسی وقت غمگین نہیں ہونے دیتی۔''

(البنیان المشید البرہان المؤید، ص 112)

مرضی مولیٰ پر راضی:

''بزرگو! غیب سے جو کچھ آئے اور آسمان سے جو حادثہ بھی نازل ہو، اس کو خوشی اور فراخ دلی سے لے لو اور تم سے جہاں تک ہو سکے مخلوق خدا کی حاجتیں پوری کرنے میں لگے رہو کیونکہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی مسلمان کی ایک حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی ستّر حاجتیں پوری فرمائے گا۔ کسی قوم کا معزز آدمی ذلیل ہو گیا ہو یا مالدار آدمی محتاج بن گیا ہو تو اس پر رحم کیا کرو، کثرت سے صدقہ کیا کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔'' (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 157)

لوگوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ:

کارخانۂ قدرت میں حضور ﷺ سے زیادہ با اخلاق آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا، باوجود اس کہ آپ دعا فرماتے ''اے اللہ! جیسے تو نے میری تخلیق کو بہترین کیا ہے ویسے ہی میری خلق کو بہترین فرما۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے بہترین خلق رکھتے ہیں۔ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بارگاہِ صمدیت میں یوں دعا گو ہیں: اے اللہ! میں تجھ سے صحت، سلامتی اور حسن خلق کا سوال کرتا ہوں۔ اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جب بھی آئینہ دیکھو دعا ضرور پڑھا کرو۔ ''اے اللہ! جس طرح تو نے میری صورت اچھی بنائی اسی طرح میری سیرت بھی اچھی بنادے''۔

حضرت رفاعی علیہ الرحمہ اخلاق حسنہ کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ کیوں کہ خلق حسن تمام اعمال (نافلہ) سے افضل ہے۔ مثل مشہور ہے: اگر تم اپنے مال سے لوگوں کو آرام نہ دے سکو تو اپنے اخلاق ہی سے آرام پہنچاؤ، سب سے بہتر حسن اچھے اخلاق ہیں، اچھے اخلاق والا بستر پر پڑا پڑا روزہ دار اور تہجد گزار کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، کیوں کہ فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ یہی ہے، جب (لوگوں سے ملنے کے وقت) تیرا دل گھٹا ہوا رہے تو عبادت سے تجھ کو کیا نفع؟ کیوں کہ تم اپنے کو دوسروں سے افضل سمجھتے ہو، جب ہی تو ہر شخص سے دل کھول کر نہیں ملتے''۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 157)

زبان کی حفاظت کرو:

زبان عجائبات صفات الٰہی سے ہے۔ اگرچہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے لیکن حقیقت میں جو کچھ موجود ہے وہ سب کچھ اس کے تصرف میں ہے۔ کیوں کہ زبان موجود و معدوم دونوں کو بیان کرتی ہے۔ ہر عضو کی حکومت وجود کے کسی ایک خطے میں ہوتی ہے مگر زبان کی حکومت ساری مملکت وجود پر جاری وساری ہے۔ انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو تمام اعضائے انسانی زبان سے مؤدبانہ عرض کرتے ہیں ''تیری سلامتی میں ہماری سلامتی ہے اور تیرے شر سے ہماری خیر نہیں۔'' زبان سے جب بری بات نکلتی ہے تو دل تاریک وسیاہ ہوتا ہے جب کہ زبان سے حق کے صدور پر دل روشن وتابندہ ہو جاتا ہے۔ زبان کے محتاط استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت رفاعی فرماتے ہیں:

''اپنی زبان کو بے فائدہ باتوں میں ملوث کرنے سے پاک رکھ، تاکہ تیرا کلام اللہ تعالیٰ کے مقدس دربار میں یعنی آسمانی عرش کے دربار میں جس کو اللہ تعالیٰ نے طلب کی جہت بنایا ہے جیسا کعبہ کو عبادت کی جہت بنایا ہے، پہنچایا جا سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پس اپنے کلام کو ایسا بنانے کی کوشش کرو کہ اس دربار میں پیش ہونے کے قابل ہو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا حکم اور لطف وکرم اوپر سے آوے''۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص 159)

حرص سے بچو:

”عزیزمن! کیاتم نہیں دیکھتے کہ بچہ جب دنیامیں آتا ہے توحرص کے مارے مٹھی بند کئے ہوئے ہوتا ہے اور جب یہاں سے جاتا ہے، ہاتھ پھیلائے ہوئے نکلتا اور (گویا زبانِ حال سے) اقرار کرتا ہے کہ جس عارضی سامان پر اس نے حرص کی تھی اس سے خالی ہاتھ (جارہا) ہے، نصیحت کے لیے موت بہت کافی ہے، عبرت حاصل کرنے کو موت بہت ہے۔

(البنیان المشید البرہان المؤید، ص169)

فضول باتیں اور فضول کام چھوڑدو:

ایسی بات نہ کہو جس کے کہنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے کہنے سے کسی قسم کا نقصان یا مضرتِ دینی یا دنیوی نہ ہو۔ اگر فضول اور بے ضرورت بات کہی تو حسن اسلام سے نکل جانے کا خدشہ ہے کیوں کہ پیغمبر اسلام مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کے اسلام کی خوبی اس میں ہے کہ لایعنی بات ترک کردے۔“ لایعنی کلام کی مثال یہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنے سفر کے احوال، باغ، بوستاں کی کیفیت اور جو کچھ روداد ہو اس کو بے کم وکاست بیان کرنا، یہ سب یاوہ گوئی اور زیادہ گوئی ہے۔ اس کی چنداں حاجت نہیں اور نہ کہنے سے ضرر کا کچھ اندیشہ بھی نہیں۔ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”برخوردارمن! فضول باتوں اور فضول کاموں میں مشغول ہونے سے بچو، اپنے نفس کو غفلت کے راستے سے ہٹاؤ اور بیداری کے دروازے سے پہنچو، ذلت وانکسار کے میدان میں جمع ہوجاؤ، بڑائی اور تکبر کے میدان سے نکل آؤ کیوں کہ تمہاری ابتداء خون کی ایک بوٹی اور انجام ایک بے جان لاشہ ہے۔ پس اپنی ابتداء اور انجام کے درمیانی زمانہ میں اس طرح رہو کہ جیسا ان کے درجہ کے مناسب ہے“۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص192)

حسد وتکبر کی مذمّت:

ارشاد ربانی ہے، ترجمہ: ”حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے“۔ (سورۂ فلق، آیت ۵) اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پناہ مانگنے کا حکم دے رہا ہے

کہ میری پناہ مانگو حسد والے کی شر سے جب وہ جلے۔ حسد کرنے والا حسد کی وجہ سے جتنا نقصان بھی ممکن ہو پہنچانا چاہتا ہے اور اس میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا، اپنی ساری طاقت صرف کردیتا ہے۔ اس لئے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تاکہ اس کی پناہ میں آنے کے بعد کوئی شر قریب نہ آسکے، حسد کسے کہتے ہیں۔ حسد کی وجہ سے انسان کی نیکیاں بربادہوجاتی ہیں۔ اس فعل قبیح سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے حضرت رفاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”برخوردارمن! حسد سے بچو، کیوں کہ حسد تمام گناہوں کی جڑ ہے، شیطان نے جب آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو ان کے مقابلے میں تکبر اختیار کیا، ان کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ان کو نقصان پہنچانے کے لیے جھوٹ بولا کہ میں تم دونوں کا پورا خیر خواہ ہوں۔ آخر کار اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا۔ پس جھوٹ، تکبر اور حسد بندے کو اللہ کے دروازے سے دور کرنے کے اسباب ہیں۔ تم اپنے نفس کو ان خصلتوں کا ہرگز عادی نہ بنانا، اپنے کو سب سے الگ کر کے اللہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ، اور خوب جان لو کہ رزق مقدر ہوچکا ہے، جب اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلوگے تو کسی سے حسد نہ کروگے۔ خوب جان لو کہ تم مرنے والے ہو، جب اس بات کو پیش نظر رکھوگے تو کسی پر تکبر نہ کروگے۔ اور خوب سمجھ لو کہ تم سے حساب لیا جائے گا، جب اس مضمون کو دل میں جمالوگے تو جھوٹ کبھی نہ بولوگے“۔ (البنیان المشید البرہان المؤید، ص192)

عفو ودرگزر:

حضرت رفاعی علیہ الرحمہ کا مزاج انتہائی حلیم تھا، دوست ودشمن سے ملنے والی ہر تکلیف برداشت کرتے، یعنی صرف قولاً اخلاق کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ عمل سے اپنی تعلیمات کو مزین فرماتے۔ اچھائی کے جواب میں اچھائی اور برائی کے جواب میں بھی اچھائی سے پیش آتے اور یہی حقیقی صلہ رحمی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔“

(بخاری شریف جلد دوم ص886) مذکورہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر کوئی ہم سے

اچھا سلوک نہ بھی کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں۔ایک بار حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی فقرا کے ایک گروہ سے ملاقات ہوئی، ان سب نے آپ کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کیے، اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے زمین بوسی کی اور کہا:''اے میرے سردارو! مجھ سے راضی ہو جاؤ مجھے تمھارے حلم سے یہی امید ہے''۔اور ان سب کی دست بوسی کی، اس عاجزی کو دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے زیادہ کسی فقیر کو متحمل نہیں دیکھا، اتنا سب کچھ سن لینے کے بعد بھی آپ نے ہماری باتیں برداشت کیں اور برہم نہیں ہوئے۔ (معدن الاسرار، ص101)

ایک مرتبہ شیخ ابراہیم بستی نے آپ کو ایک خط بھیجا، قاصد نے خط پڑھ کر سنایا جس میں آپ پر لعن طعن، بہت سی مغلظ اور سخت طیش دلانے والی باتیں لکھی تھی، خط کا مضمون سننے بعد آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہے سچ کہا، اللہ تعالیٰ اس کو میری طرف سے جزائے خیر دے اور ایک شعر پڑھا:

فَلَسْتُ اُبَالِیْ مِنْ زَمَانِیْ بِرَیْبَۃ
اِذَا کُنْتُ عِنْدَ اللہِ غَیْرَ مَرِیْ

زمانہ مجھ پر اگر تہمتیں دھرے صدا
خدا کے پاس جو میں صاف ہوں تو کیا پرواہ

پھر قاصد سے کہہ کر اس خط کا جواب لکھوایا:''از جانب ایں ناچیز! بخدمت سیدی ابراہیم بستی! آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتیں چاہی مجھ میں رکھیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی نیکوکاری سے میرے لیے دعا کریں اور اپنے عفو و حلم سے مجھے محروم نہ رکھیں''۔ (معدن الاسرار، ص102)

آپ سراپا خاکسار بنتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''بزرگو! میں شیخ نہیں ہوں، نہ اس جماعت سے کچھ پڑھا ہوا ہوں، نہ میں واعظ ہوں، نہ معلم ہوں، میرا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہو اگر مجھے اس کا وسوسہ بھی آئے کہ میں

اللہ کی مخلوق میں سے کسی کا بھی شیخ ہوں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے تو مسلمانوں سے ایک مسلمان میں بھی ہوں گا۔'' (البنیان المشید البرہان المؤید، ص48)

حاصل کلام:

مشتے نمونے از خروارے کے تحت یہاں حضرت موصوف کی چند نصیحتوں کا ذکر کیا گیا۔ یہ نصائح عملی زندگی کی کلید ہیں اور دنیوی واخروی زندگی کے ارتقا کی ضامن۔ یہ ہمارا بھولا ہوا سبق ہے جو ہمیں یاد کرنا ہے اور صرف یاد نہیں کرنا بلکہ ان پر عمل کر کے دکھانا ہے۔ بزرگوں سے عقیدت و محبت کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی باتوں پر عمل کیا جائے اور ان کی حیات کو خضر راہ بنایا جائے۔صرف کرامات اور شخصی فضائل کے تذکرے اور بات بات پر نعرے بازی سے ہم اپنی عقیدت کو تسکین تو پہنچا سکتے ہیں مگر اپنی عملی زندگی کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ ہماری کم نصیبی کہ ہم اپنے اسلاف کا تذکرہ تو بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں مگر ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق چند ہی خوش نصیبوں کو ہوتی ہے۔ ہمیں یہ بات گرہ باندھ لینی چاہیے کہ اگر ہم اپنے بزرگوں کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں تو واقعتا ہم سچے ہیں اور ان سے سچی محبت کرتے ہیں ورنہ یقین کر لیجیے کہ ہماری محبت جھوٹی ہے، ہماری عقیدت بے جا ہے اور ہماری وابستگی کمزور۔ آیئے! ہم سب تنہائی میں اپنے ضمیر سے ملاقات کر کے پوچھیں کہ ہمارا تعلق کس زمرے سے ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو علم و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اپنے مرحومین کے ایصال ثواب، فروغِ دین اور اصلاحِ اُمت کے لیے اہم موضوعات پر کتابیں شائع کروا کے مفت تقسیم کروائیں یا رعایتی قیمت میں منظر عام پر لائیں۔

09270969026